THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222487
UNIVERSAL LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Checked 1975

دیباچہ

اے خدا اسکو نیکنام تو کر — اور مقبولِ خاص و عام تو کر

واضح رہے ارباب دانش ہو کہ اس قصۂ غم کی تصنیف و ترتیب کے اصلی واقعات یہہ ہین کہ میری دختر مسماۃ قہتاب النسا بیگم مرحومہ مشیت ایزدی سے عین عالم جوانی اٹھارہ برس کے سن مین بحالت نوعروسی اس دنیاے فانی سے راہی دار البقا ہوئی -

اوس نیکبخت ازلی کا واقعہ انتقال کچہ ایسا عجیب ہے کہ جسکا پورا بیان ممکن نہین وقت آخر اوسکو وہ استقلال حاصل تہا جو کسی زاہد کامل کو نہین ہوتا پہلے ایک شب کے خفیف سی بخار مین اوسنے اپنی موت کا یقین کرلیا اور اپنے بیگانون سے منہہ موڑ کے یاد الٰہی مین مصروف ہوگئی -

دوم یہہ کہ سکرات کے آثار اوسپر بالکل ظاہر نہین ہوے بلکہ قبض روح کے وقت اللہ اللہ کہتے کہتے خاموش ہوگئی - اور شوق دیدار خدا مین اوسکے آنکہین کہلی ہوئین اور کلمہ کی دونون انگلیان اوٹہی رہگئین

سوم یہہ کہ جسوقت اوسکی مان نے بیقراری سے لاش کو سینہ سے لگا کے کہا کہ افسوس بیٹی تیری

انکھین کھلی رہگئی ہین - ماں کی یہہ تقریر آہ وزاری سنتے ہی مرحومہ نے فوراً انکھین بند کرلین -

چہارم جب لاش قبر مین اوتاری گئی اوسکا منہہ خودبخود قبلہ کیطرف پھر گیا جس سے سب حاضرین خدا تعالی کی رحمت کے آثار نمایان ہوگئے

پنجم مین نے اور اوسکی والدہ نے ایک ہی شب مین مرحومہ کو ایک ہی حالت سے خواب مین دیکھا اور اوس نے زبان عربی مین نہایت فصاحت سے احوال سوال وجواب قبر و کیفیت دوزخ وجنت ومغفرت وغیرہ بہ تفصیل بیان کی جیسا کہ اس مثنوی مین نظم ہے،

علاوہ اسکے بعض حاجیون نے بظاہر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوے آ دیکھا اور اکثر لوگون نے اوسکو خواب مین تلاوت قرآن مجید کرتے ہوے دیکھا اور اسوقت تک خوش اعتقادی سے مرحومہ کے قبر پر ہجوم خلائق رہتا ہے متعدد اوقات لوگون نے اوسکی قبر سے عود وعنبر کی بو مہکتے اور نور چمکتے دیکھا ہے ماحصل یہہ کہ اگر مین یہہ تمام کیفیات لکھنے کا ارادہ کرتا تو ایک بڑی مطول کتاب ہوتی الغرض ایسے ہی چند ابواب حالت رنج وغم مین مجھے اس قصہ غم کے لکھنے کے باعث ہوے اور جو واقعات اسمین لکھے گئے ہین بخدا اوسمین بناوٹ نہین ہے جو حالات مین نے دیکھے اور سنے ہین وہی لکھے ہین بلکہ اونکے بیان کرنیکو مجھے کافی الفاظ نہین ملتے - اسمین شک نہین کہ مثنوی مین کوئی دلچسپی نہین ہے لیکن جو حضرات غم فرقت اولاد کے صدمے اوٹھاے ہین اونکے دل ضرور اس نظم کو پسند کرینگے - حاصل کلام یہہ کہ اگر یہہ میرا دردِ دل اہل درد کے مقبول خاطر ہو تو بندہ کو دعاے خیر سے یاد فرمائین سہ دوستو یہہ ہی غمخواری ہے، دُعا کرنا عیب کا ستاری ہے فقط

بعون عنایات آفرینندۂ عالم و خلاق ہمہ عیش و ماتم

مثنوی

قصۂ غم

یعنی

واقعہ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

من تصنیف

عالیجناب مستغنی عن الالقاب نواب داود الملک بہادر المتخلص بہ داو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ خدای تعالی

کیا کرین حمدِ خداوندِ جہان | ذاتِ بیچون مین نہین دخلِ گمان
اُس سے سب اہلِ جہان کی ہے نمود | بندہ کیا شے ہے خدا ہے موجود
کیا پست اِسکو اُبھارا اوس کو | اِسکو پیدا کیا مارا اوس کو
کہین باطن کہین ظاہر دیکھا | ہر جگہہ حاضر و ناظر دیکھا
جسکو تو چاہے کرے اُسکو سعید | ابھی ذرّہ ہو چمک کر خورشید

دل کے داغونکو گلستان کردے | اور گلستان کو بیابان کردے
دل کو تو خانۂ ایمان کردے | مور کو چاہے سلیمان کردے
گر ترا حکمِ قضا جاری ہو | خاک پر گنبدِ زنگاری ہو
ابھی صحرا کا سمندر ہو جائے | راہ سب سدِّ سکندر ہو جائے
ہو سمندر مین سمندر پیدا | آگ سے ہو ابھی گوہر پیدا
دشت گلشن سے بنے گلشن صحرا | بحر قطرہ سے بنے قطرہ دریا
شبِ دیجور شبِ نور بنے | روزِ روشن شبِ دیجور بنے
چاند سورج بھی شرارے ہو جائین | مہر و مہ گھٹ کے ستارے ہو جائین
شب کو بینور یہ تارے ہو جائین | خاک کے ذرّے ستارے ہو جائین
خاک سے چاہے صدف پیدا ہو | آب سے دُرِّ نجف پیدا ہو
عشق مین معجزہ کردے پیدا | لیلی مجنون بنے مجنون لیلے

پست کو چاہے تو بالا کر دے — رات کو دن کا اوجالا کر دے

نار بھی صاعقہ نور بنے — ہر شجر اک شجرِ طور بنے

اک ترا کن کا اشارہ ہو اگر — آسمان نیچے زمین ہو اوپر

تیری قدرت سے یہ کچھ دور نہین — سب پہ قادر ہے تو مجبور نہین

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نعتِ احمد ہے کہ ہے حمدِ خدا — شان مین جس کی ہے لولاک لما

تجھ سے قایم ہین زمین و افلاک — یا نبی شاہسوارِ لولاک

عرش پر نام رقم ہے تیرا — لوح تیری ہے قلم ہے تیرا

حق نے کیا کیا تری مہمانی کی — اور جبرئیل نے دربانی کی

کون تھا کس نے یہ رتبہ پایا — کس نبی کے لئے رفرف آیا

جن و انس و ملک و حور و پری — سب ترے نور کی ہے جلوہ گری

تیرا ڈنکا ہے دہائی تیری | تو خدا کا ہے خدائی تیری
کر سکے وصف بشر کیا ہی مجال | ہی فرشتونکا یہان ناطقہ لال
زورِ اسلام ہوا ہے جن سے | چار اصحاب ستون ہین دین کے
ہین وہ صدیقؓ و عمرؓ او عثمانؓ | ان کے رتبہ کا ہی شاہد قران
یا علیؓ قاتلِ کفار ہے تو | غیرِ فرار ہے کرار ہے تو
وصف خالق نے ترا فرمایا | لافتا شان مین تیری آیا
چشمِ بد دور نبیؐ کے سبطین | فاطمہؓ نور ہے وہ نور العین
آل و اصحاب پہ امت پہ تمام | رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

مدح وثنائے خسروِ دکن سلطان زمن ظل اللہ نظام الملک آصفجاہ اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

شہِ آصف کی ثنا کرتا ہون | روز و شب حق سے دعا کرتا ہون

میر محبوب علی شاہِ زمان — شاد رکھے تجھے خلّاقِ جہان

اخترِ بخت رہے تابندہ — حق تعالیٰ سے تجھے رکھے زندہ

آل اولاد تری شاد رہے — خانۂ دل ترا آباد رہے

بادشاہی رہے قایم تیری — یہہ ریاست رہے دایم تیری

چترِ شاہی رہے سر پر تیرے — ایک عالم رہے در پہ تیرے

تختِ شاہی پہ ہو تو پایندہ — مہر و مہ تاج پہ ہون تابندہ

رہے اقبال درخشان تیرا — اور دشمن ہو پریشان تیرا

تو جہان مین رہے باتاج و سریر — سرِ اعدا پہ ہو تیری شمشیر

ہو عدو سامنے تیرے بسمل — اُسکا مریخِ فلک ہو قاتل

کیا لکھے تیری شجاعت کا بیان — یہ قلم کو مرے قدرت ہی کہان

ہی عیان جرأت و ہمت تیری — مین نے دیکھی ہے شجاعت تیری

جب عدو سامنے آجاتا ہے — بید کی طرح سے تھرّاتا ہے

تجھ سے ہم پنجہ ہو طاقت کیا ہے — شیر کیا اوسکی حقیقت کیا ہے

تیرا کیونکر نہو عالم تسخیر — تیرے قبضہ مین ہین اسپ و شمشیر

اسپ وہ اسپ ہین شبدیز و سمند — تیغ وہ تیغ جہان گیر پسند

ایک دم مین سرِ اعدا ہو قلم — تیغ تیری سے ہے قضائے مبرم

قہر بہی مہر بہی رحمت بہی ہے — اور ریاست بہی سیاست بہی ہے

فرض ہے سب پہ اطاعت تیری — سب پہ واجب ہوئی خدمت تیری

عدل وہ عدل ہے عادل تیرا — رہتے ہین باز و کبوتر یکجا

کیا لکہون وصفِ سخاوت تیرا — مین نے دیکہا تجہے حاتم کو سنا

ملک آباد رعیت خوشحال — عہد مین تیرے ہین سب مالامال

جسکو چاہا دیے لاکہون توڑے — سیکڑون فیل ہزارون گہوڑے

دامنِ اہلِ جہان پُر دُرِ شُد | کاسۂ چشمِ حریصان پُر شُد
مجھ پہ شاہا نہ ہوا فیض ترا | مور کو رتبہ سلیمان کا ملا
ایک عالم ہو ترے زیرِ نگین | سب زبان سے کہین آمین آمین
حق تعالے ہو نگہبان تیرا | دل سے داؔور ہے ثناخوان تیرا

حالِ بے ثباتیِ دنیاے ناپایدار

نہین اک وضع پہ حالِ دنیا | کیا لکھون رنج و ملالِ دنیا
چل بسے چھوڑ کے شاہانِ جہان | وہ کہان دولت و حشمت وہ کہان
موت بالین پہ کھڑے ہنستی ہے | اپنی ہستی بھی عجب ہستی ہے
ہم نے دنیا کی یہ ہستی دیکھی | کبھی صحرا کبھی بستی دیکھی
اِس کو خوش دیکھا تو اسکو پرغم | عیش و غم دونون یہان ہین توام
کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے | ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے

عیشِ جاوید کہان پایا ہے — بندہ مرنے کیلئے آیا ہے

تصویرِ غم حالتِ رنج والم

اہلِ انصاف کرین غور ذرا — کہینچتا ہون مین یہ نقشہ غم کا
بحرِ غم نے مرے اک جوش کیا — دین و دنیا کو فراموش کیا
سینہ و چشم و جگر کے دل کے — بہگئے چار عناصر مل کے
غم سے اک جوش ہوا نالونکو — خار نے چہیر دیا چہالون کو
طفلِ اشک آنکہون سے بہکر جو گرا — آستین بنگیا دامن میرا
آگ بہڑکی ہے دہوان اُٹہتا ہے — یہ جلے دل کا نشان اُٹہتا ہے
اِس زمین پر جو قدم اُٹہتا ہے — ہر قدم سوئے عدم اُٹہتا ہے
ہان کرین چشمِ بصیرت کو وا — صاف کہلجائیگا دل کا نقشا
کیا لکھون دل یہ قلق ہوتا ہے — سینہ غم سے مرا شق ہوتا ہے

ہے قلم آہ الم کی صورت
حرف تیرہ شب غم کی صورت

صفحۂ دل پہ جو تحریر ہے یہ
اک جوان مرگ کی تصویر ہے یہ

نقشہ وہ کرتا ہون غم کا ایجاد
چوم لین ہاتھ کو مانی بہزاد

صاف ماتم کا مرقع کھنچ جائے
روح مانی کی جسے دیکھنے آ لے

دیکھ لین اس صف ماتم کو اگر
غم کرین حور و ملک جن و بشر

دیکھلے گر مرے غم کا احوال
ابھی ہو جائے فلک غم سے نڈھال

قطرۂ اشک کی صورت تارے
ابھی گر جائین فلک سے سارے

مردم دیدہ کو حیرانی ہو
غم کو بھی غم سے پریشانی ہو

رکھ کے فانوس کا پردہ منھ پر
شمع بھی غم سے جلے گھل گھل کر

خاک اُڑ جائے ابھی صحرا مین
آگ لگ جائے ابھی دریا مین

دل نالان جو مرا شور مچائے
آسمان بیٹھ سکے زمین گر جا

غم عجب طرح کے لاتا ہے رنگ | موم کر دیتا ہے دل کو کبھی سنگ
رہا قالب میں رگ جان ہو کر | آنکھ میں اشک کا طوفان ہو کر
دل میں اک آگ لگائی اوس نے | کبھی اشکوں سے بجھائی اوس نے
دین و دنیا کو بھلا دیتا ہے | ہنسنے والوں کو رلا دیتا ہے
چھیڑتا ہے کبھی بہلاتا ہے | رنگ ہر روز نیا لاتا ہے
طایر جان کا ہے صیاد کبھی | رگ جاں کے لئے فصاد کبھی
کبھی وہ زیر زمین جاتا ہے | اور کبھی عرش کو چھو آتا ہے
غم رہا دل میں ستمگر بنکر | ڈسنے آیا مجھے اژدر بنکر
گھر نظر آنے لگا صورت گور | رگ و مو تن پہ ہوئے مار و مور
آہ سے آگ لگی صحرا کو | اشک نے قطرہ کیا دریا کو
چشم دریا ہوئی گریاں ہو کر | رہ گیا نوح کا طوفان ہو کر

درد و غم رنج و الم شادی ہے
دل مین ویرانہ سے آبادی ہے

شہرہ ہے اب مرے غم خانے کا
نام آباد ہے ویرانے کا

سوگ ہے شمع کو پروانیکا
نام روشن ہے سیہ خانیکا

خانۂ دل مین وہ مہمان ہوکر
رہگیا درد بھی ارمان ہوکر

زخم ہین دل پہ جگر پر لاکھون
غم کے نشتر یہ ہین نشتر لاکھون

طایرِ دل مرا گھبراتا ہے
قفسِ تن سے اُڑا جاتا ہے

باغ مین دل نہین لگتا میرا
کبھی بہاتی ہے تو جنگل کی ہوا

باغ مین گل مجھے کیا دیتے ہین
غنچے ہنس ہنس کے رلا دیتے ہین

سینہ داغون سے گلستان ہے مرا
جل کے دل سرو چراغان ہے مرا

بس یہی گل سے ثمر پایا ہے
داغ لالے کی طرح کہایا ہے

بوے گل بادِ بہاری لائی
خاک مین مجھکو ملانے آئی

گل نظر آنے لگے خار کی شکل — دل پژمردہ ہے بیمار کی شکل
قطرے شبنم کے ہین اخگر تن پر — بن مُو ہو گئے نشتر تن پر
زخم دل پہ جھلکے مرے آئے ہوے — پھانسے آتش ہی کے پرکالے ہوے
دل سنبھل جاتا ہی غم کہانے سے — یہہ بہل جاتا ہے ویرانے سے
مشغلہ دل کے ہے بہلانیکا — کیا مزا پڑ گیا غم کہانیکا
سن ذرا حال جگر کا دل سے — پوچھہ بسمل کی تڑپ بسمل سے
کب مسیحا سے شفا ہوتی ہے — موت اس دکھہ کی دوا ہوتی ہے
دل پہ ہے جبر کہ لکھہ غم کا بیان — دل بیتاب کو یہ تاب کہان
مین کہان یہ غم جانکاہ کہان — دیکھیے کوہ کہان کاہ کہان
ضرمن دل مین ہین اخگر لاکہون — اک رگ جان پہ ہین نشتر لاکہون
غم نکر دل پہ مرے جبر و ستم — آہ کے ساتھہ نکل جائے نہ دم

خونِ دل پینے لگا غم کہا کر — دل نے اک شور کیا گہبرا کر
یک بیک آ گیا یہ مجھکو خیال — کہ لکھوں اپنے ہی غم کا احوال
آنکھ سے مین نے جو دیکھا لکھا — رکھا بس قصۂ غم نام اسکا

آغازِ قصۂ غم و واقعۂ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

دل کا اک درد عیان ہوتا ہے — غم کے قصہ کا بیان ہوتا ہے
دل کو آئی ہے سنانی غم کی — قصۂ غم کا ہے کہانی غم کی
یون تو دنیا مین سراسر غم ہے — اک جوانمرگ کا یہ ماتم ہے
ڈہونڈہتا ہے دل غمخوار مرا — گم ہوا ہے دُرِ شہوار مرا
ہان برس جائے جہڑی اشکونکی — کبہی ٹوٹے نہ لڑی اشکونکی
دل جو روتا ہے جگر سے ملکے — پہوٹ جاتے ہین پہپولے دل کے
داغ پر داغ ستم ہے دل مین — درد ہے غم ہے الم ہے دلمین

کیا لکھون مین نہین غم کی مجھے تاب
ایک دختر تھی مرے اے احباب

اُسکا آنا تھا کہ دولت آئی
بخت کی نیک تھی میری جائی

دل مرا اُسکا ہی گہوارا تھا
گود مین دل کی طرح پالا تھا

اُسکا جینا نہ فلک کو بہایا
وہین پیغام قضا کا آیا

دوست احباب بصد آہ و فغان
ہائے کرتے تھے یہ رو رو کے بیان

داور الملک کی صاحبزادی
حال مین اُسکی ہوئی تھی شادی

سن بھی اٹھارہ برس سے کم تھا
نام مہتاب نسا بیگم تھا

رہتی تھی یادِ خدا مین دن رات
نیک خصلت بھی تھی اور نیک صفات

موت کو یاد کیا کرتی تھی
حق سے ملنے کی دعا کرتی تھی

تھی یہی اوسکی دُعا شام و پگاہ
خاتمہ خیر سے ہو یا اللہ

اپنے عصیان سے پشیمان دلمین
حق سے ملنے کا تھا ارمان دلمین

یون تو جینے کو جیا کرتی تہی — دل سے مرنے پہ بہت مرتی تہی

حق سے آسنے جو دعا کی پیہم — آگیا جوش مین دریائی کرم

جب پیامِ اجل آیا اوسکو — شکر کرتے ہوئے پایا اوسکو

خوش ہوئی رنج والم بہول گئی — مثلِ گل غنچہ دہن پہول گئی

دیکہا پہر اپنے نہ بیگانون کو — چہوڑا اوس شمع نے پروانونکو

لیا رحمت کا سہارا اوسنے — کیا دنیا سے کنارا اوسنے

جب نظر سوئے خدا کرنے لگی — اللہ اللہ کا دم بہرنے لگی

کلمہ صدقِ زبان سے کہنا — محو دیدارِ خدا مین رہنا

اللہ اللہ کی آواز ہوئی — طایرِ روح کی پرواز ہوئی

کردیا ترکِ اشارہ گل سے — کیا بلبل نے کنارہ گل سے

غنچہ پژمردہ ہوا گل ہوکر — گل کی بو اڑگئی بلبل ہوکر

ہای چہوڑا قفسِ تن اپنا / کیا طوبےٰ پہ نشیمن اپنا

گئی اسطرح سے فردوس کی راہ / ہوگیا خاتمہ انا للہ

موت کو جو کوئی سمجہے معراج / ہو مسیحا سے بہی اُسکا نہ علاج

شورِ نالہ تہا ہر اک کے لب پر / مثلِ گُل ٹکڑے ہوے سب کے جگر

جب خزان گُل کو ہوا دیتی ہے / دِل کو بُلبُل کے جلا دیتی ہے

گُل و بلبل مین تہا راز و نیاز / ایک کا ایک تہا باہم دمساز

انقلابِ چمنِ دھر ہوا / کچھ عجب طرح کا صدمہ دیکہا

گُل پہ پروانے فدا تہے جاکر / شمع پر جلتے تہے بلبل آکر

گُل نے پہاڑا تہا گریبان اپنا / ٹکڑے ٹکڑے کیا دامان اپنا

تہی نہ بلبل کو تمنا گُل کی / نہ محبت وہ گُل و بُلبل کی

جب نسیمِ سحری آتی تہی / باغ سے بچکے چلی جاتی تہی

طایر باغ ہی چلاتے تہے — آنسو شبنم کے ٹپک جاتے تھے
بلبلین لوٹ گیین خارون پر — گل سمجھکر گرین انگارون پر
گرے پڑتی تہی نسیم سحری — غم کے دریا مین گل نیلوفری
لڑکہڑاتے ہوئی پہرتی تہی صبا — پاؤن جمتا تہا نہ ہرگز اوس کا
لٹ گئی کیا چمنستان کی بہار — اڑ گئی شمع شبستان کی بہار

بیان آہ و زاری والدہ مغفورہ

جو سنیگا اوسے بس ہوگا ملال — اوسکے مادر کا سناؤن احوال
اوس جوانمرگ کو سوتے پایا — حسرت و یاس کو روتے پایا
ماں کے رونے سے ہوا حشر بپا — ہائے وہ شور قیامت کا تہا
حال اوس غم کا نرالا دیکھا — رات دن کو تہ و بالا دیکھا
چہرہ کو آنسوؤن سے دہو دہو کر — بین کرنے لگی یون رو رو کر

مری پیاری مری جانی افسوس | ہائے یہ تیری جوانی افسوس
عمر اٹھارہ برس کی پائی | مرگئی ہائے مری شیدائی
عمر پائی بھی تو اتنی پائی ہا ہا | موت کو لیکے جوانی آئی ہا ہا
ہائے ملنے کی نہ فرصت پائی | موت آئی بھی تو بیوقت آئی
بات کرتے ہین مری جانی سے | روح نکلی ہے کس آسانی سے
ہائے ہین خون جگر پیتی ہون | ہائے تو مرگئی ہین جیتی ہون
ہے یہ عبرت کی جگہہ کس سے کہون | وہ رہے گور مین مین گھر مین رہون
اب بغل مین وہ گل اندام کہان | دل بیتاب کو آرام کہان
کیا ہوا ہائے مرا لختِ جگر | کیا ہوا ہائے مرا نورِ نظر
کیا ہوا ہائے گلِ رعنائی | کیا ہوا ہائے مرا شیدائی
ہائے آرام گیا خواب گیا | جب سے وہ ابر مین مہتاب گیا

اب کہان دیکہنے پاؤن گی تجہے
اب کہان ڈہونڈہنی جاؤن گی تجہے

ہائے کیا اسلیئے پالا تہا تجہے
کہ مصیبت مین پہنائیگی مجہے

میرا آباد نہ کاشانہ کیا
دل کو ویرانہ سا ویرانہ کیا

اب نظر آئیگی پہر تو نہ مجہے
خوب سا دیکہلون جی بہر کے تجہے

بعد وفات کے کہلی رہجانا مرحومہ کی آنکہونکا اور آہ وزاری کرنا مان کا خود بخود بند ہوجانا آنکہون کا

اوس کو دیکہا تو یہ حالت دیکہی
رہگئی تہین کہلی آنکہین اوس کی

پتلیان سوئے خدا تہین اُسکی
انگلیان قبلہ نما تہین اُسکی

دل کو صاف آئینہ آئین دیکہا
دیدون کو دیدۂ حق بین دیکہا

وہ نظر یاس کی حسرت کی نگاہ
انگلیان دونون شہادت کی گواہ

خشک تہا چشمہ چشم پر آب
ڈہیلے آنکہون کے تہے دریا کی حباب

لب تھے خاموش تو بجھی آنکھین
تھا دہن غنچہ تو نرگس آنکھین

نرگسین دیدون کے صدقے تیرے
صدقے تیرے گلِ خندان میرے

تکتے حسرت سی ہو صورت میری
دیکھون کن آنکھون سے آنکھین تیری

واری بیدار نہین ہوتی ہو
آنکھین کھولے ہو مگر سوتی ہو

چشم وا ای مہِ تابندہ نکر
مجھکو عالم مین تو شرمندہ نکر

کیون جھپکتی ہین یہ پلکین ہربار
تیرے صدقے تیری آنکھون کے نثار

ای دولہن چاہئے ہے شرم و حجاب
بند آنکھین کرو دل ہے بیتاب

ہوگی یہ بات نہ دنیا کو پسند
کہتے ہی ہوگئین بس آنکھین بند

بند آنکھون کو جو ہوتے دیکھا
سب نے اک بار کہا صلِ علے

گھر مین ماتم کا عجب جوش ہوا
جِسنے دیکھا اوسے بیہوش ہوا

کوئی آنکھون کے تصدق ہوتی
کوئی لے لے کے بلائین روتی

کوئی کہتا تھا اسے غش آیا ‌‌ ضعف سے صدمہ یہ دل نے پایا

ماں یہ چلائی کہ یہ زندہ ہے ‌‌ چہرہ اس ماہ کا تابندہ ہے

منہہ پہ سب قطرے پسینہ کے ہیں ‌‌ سارے آثار یہ جینے کے ہیں

نیند ایسی بھی کہیں ہوتی ہے ‌‌ واری تم اٹھو کہ ماں روتی ہے

میں تصدق گئی آنکھیں کھولو ‌‌ اسے مر نیند کے ماتے بولو

خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے ‌‌ ہائے غفلت ہے کہ ہشیاری ہے

کچھہ تسلی تو ہو غمخواروں کو ‌‌ اک نظر دیکھہ لے بیماروں کو

صدقے ہوتی ہوں مجھے ہونے دو ‌‌ تم ہو بیدار مجھے سونے دو

غم نظر آنے لگا شادی میں ‌‌ اب تو ویرانہ ہے آبادی میں

رہی دیدار کی حسرت مجھکو ‌‌ کبھی جی بھر کے نہ دیکھا تجھکو

تو سلامت مری جائی ہوتی ‌‌ تیری آئی مجھے آئی ہوتی

اب کوئی دم مین تو پہنے گی کفن — دیکہلون تجہکو بنا کر مین دولہن

جب سنا مان سے فسانہ غم کا — گہر مین اک شور ہوا ماتم کا

لوگ رو رو کے لگے غش کہانے — گرد تہے شمع کے سب پروانے

بعد مرنے کے بنایا جو بنی — یہ عروسی کہین دیکہی نہ سنی

مرحومہ کو لباسِ عروسی پہنانا مان کا اور بین کرنا

لا کے شادی کا وہ شاہانہ لباس — اوسکو پہنایا عروسانہ لباس

ہاتہ اوسوقت جو آیا زیور — مان نے پہنایا اوسے رو رو کر

جب لباس اوسکا ہوا زیبِ تن — نظر آنے لگی سب کو وہ دولہن

حور نے حلّۂ رحمت پہنا — حور نے نور کا خلعت پہنا

رخ سے نور اوسکا ہوا تابندہ — دیکہکر چاند ہوا شرمندہ

رنگ کندن سا دمکتے دیکہا — رخ سے اک نور چمکتے دیکہا

دانت اک اک دُرِ خوشِ آب ہوا — جسنے دیکہا اوسے بیتاب ہوا

رنگ اوس گُل کا نہ سونلایا تہا — پہول سا چہرہ نہ مُرجہایا تہا

یون رہا منہہ پہ پسینہ جم کے — قطرہ شبنم کے ہون گل پر جیسے

رنگ لائی تہی وہ ہاتون پہ حنا — سرخ تہے رنگِ حنا سے کفِ پا

واہ کیا نُور کی پیشانی تہی — وہی پیش آئی جو پیش آنی تہی

ایسے پُرنور وہ رُخسارے تہے — مصحفِ پاک کے دو پارے تہے

منہہ پہ افشان چنی غمخوارون نے — چاند کو گہیر لیا تارون نے

زیب و زینت سے بڑہی رُخ کی ضیا — خاک مین نور کا جلوہ دیکہا

ہو گیا نور دوبالا اوس کا — چہا گیا گہر مین اوجالا اوس کا

سارا گہر نور کا کاشانہ تہا — جو تہا اوس شمع کا پروانہ تہا

حق کی رحمت تہی مری جانی پر — نور تہا چہرہ نورانی پر

ہائے وہ درد سے ماں کا رونا — در و دیوار سے آتی تھی صدا

موت کس عمر مین جانی آئی — ابھی پوری نہ جوانی آئی

رہ گئے سینون مین دل ہل ہل کر — خوب سا روئے گلے مل مل کر

لاشہ سینہ سے لگا کر اوسکا — ہائے اسوقت یہ ماں کا کہنا

انہین ہاتون سے بنائی تھی دلہن — پھر انہین ہاتون سے پہناؤن کفن

مجھسے ہوتے ہین جدا ہونے دو — خوب جی بھر کے مجھے رونے دو

شادی و غم کو برابر لایا — یہی آیا جو فلک کو آیا

واری جانے کا سرانجام کرو — بدلو پوشاک کو حمام کرو

یاد اللہ کے دربار مین ہے — تم کو جانا بڑی سرکار مین ہے

حق سے وان خلعت و انعام ملے — عیش و راحت سے ملے آرام ملے

بیان غسل میت اور ماں کا بین کرنا

تونے جانا دلِ ناکام نہین
غسلِ میت ہے یہہ حمام نہین

آبِ رحمت سے اوسے نہلایا
آب ہی آبِ بقا سا پایا

مہرِ چشمہ کا کرۂ آبی مین
چاند تھا چادرِ مہتابی مین

دیکھکر رخ کی ضیا پانی مین
چاند ہی لوٹ گیا پانی مین

اوسکو نہلا کے کفن پہنایا
اور کفن کہول کے جب منہہ دیکھا

قطرے پانی کے تہے رخسارون پر
رہگئے چاند پہ تارے جم کر

تہا عرق زلف و رخِ انور پر
روئے کیا شام و سحر مل ملکر

تہا کفن سے یہ تجلی کا ظہور
حُلّۂ نور مین ہے گویا حور

منہہ کفن مین جو چہپایا اوسکا
نور پر نور کا جلوہ دیکھا

مہ و خورشید کا ایک جا تہا ظہور
ضَو ادہر اسکی اودہر اوسکا نور

رنگ خورشید کا سیمابی تہا
دہوپ کا رنگ بہی مہتابی تہا

کون اُسوقت نہین رُوتا تہا — ابر ہی اشکون سے منہہ دہوتا تہا
مان نے تابوت مین اوسکو دیکہا — آہ و نالہ سے کیا حشر بپا
کبھی تابوت کی صدقے ہوتی — کبھی سر لے لے کے بلائین روتی
بیقراری سے نہ تہا مان کو قرار — لاشہ پہ ہوتی تہی ہر بار نثار
کیا بیان ہو دلِ بیتاب کا حال — آگ پر جیسے ہو سیماب کا حال
تہا کبہی بین کبہی نالہ و آہ — غم کا وہ جوش کہ اللہ کی پناہ
آہ افلاک سے جا ملتی تہی — اُسکے نالون سے زمین ہلتی تہی
ہوگیا حشر کا سامان برپا — مان نے اس درد سے یہ بین کیا
کیا ہوا راج دُلارا میرا — کیا ہوا آنکہہ کا تارا میرا
کیا ہوا دل کا سہارا میرا — کیا ہوا ہائے وہ پیارا میرا
ہائے میرا چمنستان ہے کہان — وہ مرا سروِ خرامان ہے کہان

کس چمن مین ہے خرامان وہ گل — دے پتا جلد مجھے اے بلبل

کیا ہوا وہ چمن آرا میرا — کیا ہوا وہ گلِ رعنا میرا

ای نسیمِ سحری مجھکو بتا — کیا ہوا یوسفِ گم گشتہ مرا

کیا ہوا گودکا پالا میرا — کیا ہوا گھر کا اوجالا میرا

کیا ہوا ہائے مرا بدرِ کمال — کیا ہوا سروِ گلستانِ جمال

کیا ہوا وہ گلِ خندان میرا — لٹ گیا گیا چمنستان میرا

کس چمن مین گیا بلبل میرا — بن کھلے بو اُڑ گیا کیا گل میرا

کیا ہوا ہائے دلارام مرا — رہ گیا یہ دلِ ناکام مرا ہا ہا

مجھکو یون چھوڑ کے جانا کیسا — اس جلے دِل کا جلانا کیسا

اب نہ خوش آئیگا جینا لوگو — لٹ گیا دل کا خزینا لوگو

دل شکستہ ہون مین جاؤنگی کہان — ایسے گم گشتہ کو پاؤنگی کہان

باغ مین وہ گلِ شاداب نہین
ابر مین چھپ گیا مہتاب کہین

موت آئی ہے تجھے لیجانے کو
ہاے مین رہگئی غم کھانے کو

مین نے دود اپنا پلایا تجھکو
اپنے سینہ پہ لٹایا تجھکو

جانا اِس طرح کا بہایا تجھکو
میرا کچھ دہیان نہ آیا تجھکو

بات کی بات مین منہہ موڑلیا
مجھکو رونے کیلئے چھوڑدیا

کیون مجھے ہجر مین تڑپاتی ہو
روٹھکر مجہ سے چلی جاتی ہو

مین نہ سمجھی تھی کہ یون جاؤگے
کون آیا ہے جو تم آؤگے

دیکھلون مین تری صورت کو ذرا
پھر میسر نہین دیدار ترا

خیر کہنے کو تو اک بات رہی
حشر پر تجھ سے ملاقات رہی

تو کہان اور تری بات کہان
حشر تک تجہ سے ملاقات کہان

کیا ملاقات نہوگی تجہ سے
کیا کبھی بات نہوگی تجہ سے

مجھکو ترساؤ گے تڑپاؤ گے
ایسے جاتے ہو نہ پھر آؤ گے

کچھ دلاسا مجھے دیتے جاؤ
ساتھ اپنے مجھے لیتے جاؤ

کہان جاتے ہو بتا دو مجھکو
کونسی جا ہے بتا دو مجھکو

صدقے مین خواب مین آنا پیارے
صدقے مین بھول نہ جانا پیارے

صدقے آزردہ نہ جاؤ گھر سے
صدقے افسردہ نہ جاؤ گھر سے

صورت اکبار دکھاتے جاؤ
صدقے مین ہولون تو پیارے جاؤ

راہ گم کردہ ہون ٹکراتی ہون
ڈھونڈھکر تجھکو نہین پاتی ہون

ایک دن اور مری جان رہو
آج کی شب مرے مہمان رہو

قبر کو جاکے تم آباد کرو
خانۂ دل مرا برباد کرو

پالنے کی یہ سزا تھی بیٹا
کیا یہی مان کی خطا تھی بیٹا

حق مرے دودھ کا دیتے جاؤ
مین دعا دیتی ہون لیتے جاؤ

مین تصدق گئی پیارے جاؤ | دُکھہ یہان پاۓ وہان سکھہ پاؤ
مجھکو یون چھوڑ کے جاسے نکلے فدا | جاؤ تم مینے خدا کو سونپا
اپنے خالق سے ملو شاد رہو | جاؤ جس جا رہو آباد رہو
الوداع ای جگرو جانِ طرب | الوداع ای مرے مہمانِ طرب
الوداع ای گلِ ریحان میرے | الوداع اے مہِ تابان میرے
الوداع اے مرے ارمان دل کے | الوداع اے مرے خواہان دل کے
الوداع اے مرے جانیو اسلے | الوداع اب سے نہ آئیو اسلے

تابوت مرحومہ کا مکان سے جانا اور ماںکا بین کرنا

وہ سحر غم زدہ ہیہات آئی | رات آئی تو عجب رات آئی
دن گھٹا چلنے لگی غم کی نسیم | اوڑلی شب نے سیہ منہہ پہ گلیم
ابر آیا وہ اندھیری چھائی | لوگ چلاۓ قیامت آئی

منہہ پہ خورشید کے تہی شب کی نقاب
نہ وہ رنگت نہ وہ خوبی نہ وہ تاب

وہ اندہیری تہی کہ اللہ کی پناہ
ٹہوکرین پلکون سے کہاتی تہی نگاہ

موم کی طرح پگلتی تہی شمع
جہلملاتی ہوئی جلتی تہی شمع

غم سے تہا شمع کو سوزِ جگری
شمع تہی مثلِ چراغِ سحری

شمع کو غم نہین جل جانیکا
عشق در پردہ ہے پروانیکا

دہیان مین شمع تہی اُڑ جانیکے
پر لگے شمع کو پروانے کے

رات پر چہائے ہوئے حسرت و یاس
غم کی صورت وہ سیہ اُسکا لباس

داغِ حسرت نسویدا دل مین
لیلیٔ شب تہی سیہ محمل مین

اُسکے ماتم نے عجب جوش کیا
رات نے دنکو سیہ پوش کیا

صورتین دیکہکے غمخوارون کی
پہنکدی شب نے قبا تارونکی

جب وہ تابوت ہوا گہر سے روان
شامیانہ ہوا رحمت کا عیان

کوئی ماتم کوئی کرتا نالہ — ماہ کے گرد تھا غم کا ہالہ
مشعلین ہوگئین ایسی روشن — مہر کے گرد ہو جس طرح کرن
گرد اُس ماہ کے ہالا دیکھا — رات مین دن کا اوجالا دیکھا
کفِ افسوس لگے سب ملنے — ساتھ مشعل کے لگے دل جلنے
غم مین سب اپنے تھے بیگانے تھے — ساتھ اوس شمع کے پروانے تھے
نیک آغاز ہوا نیک انجام — شب کے پردہ مین گیا ماہِ تمام
ماں کے سر پر یہ قیامت آئی — خاک پر لوٹ کے یون چلّائی
جاتی ہے اب مری پیاری دیکھو — آؤ لوگو یہ سواری دیکھو
یہ عروسی اِسے کیا بھائی ہے — آج گھر اپنے دولھن جاتی ہے
آہ کیسی ہے یہ زاری کیسی — یہ عروسی یہ سواری کیسی
چاند کا عزم سوئے مدفن ہے — رات بھی دن کی طرح روشن ہے

مین ہون سو جان سے پیاری کے نثار
اِس تجمل کی سواری کے نثار

ساتھہ نالون کے چلی غم کی برات
حشر کا دن ہے قیامت کی رات

صبر و آرام مرا لے کے چلی
داغ حسرت کا مجھے دیکے چلی

چاند سی شکل دکھا دے مجھکو
پھر کہان دیکھونگی پیاری تجھکو

ہاے مین رہگئی رونے کیلئے
تم چلے قبر مین سونے کیلئے

جلد کیا راہِ عدم جان سے گئے
میرے عاشق مرے مہمان گئے

میرے پیارے مرے جائے لو
مان کہان ڈھونڈھنے جائے لو

اب کہان جاوگے جانیوالے
سونے جنگل کے بسانیوالے

رہِ فردوس کے جانیوالے
پھر کے دنیا مین نہ آنیوالے

ای مسافر ترا کس جا ہے مقام
ای مسافر ترا کس جا ہے قیام

ہاے وہ گورِ غریبان تو نہین
ہاے وہ شہرِ خموشان تو نہین

تم جہان جاؤ گے مین جان گئی — مان تصدق گئی قربان گئی

داغِ فرقت نہ دیے جاناتہا — ساتہہ مجہکو بہی لیے جاناتہا

تم اکیلے ہی سدہارے بیٹا — خوش نہ آیا تمہین کیا ساتہہ مرا

کیا کہون موت سے مجبوری ہے — کیا کرون تجہ سے مری دوری ہے

ایسے جینے سے تو مرنا بہتر — ایسے رہنے سے گزرنا بہتر

دل رہے دل مین نہ ارمان رہے — رہے قالب ہی تو بیجان رہے

تہی دعا یہ مرا سروِ آزاد — بارور ہو صفتِ نخلِ مراد

ہائے پہولا نہ پہلا ایسا جلا — نہ ثمر کا نہ شجر کا ہے پتا

ساتہہ ہی لیگئی جانی افسوس — کوئی چہوڑی نہ نشانی افسوس

مثل لالہ کے ہے دلپر مرے داغ — لٹ گیا کیا مری امید کا باغ

ای صبا گل وہ مہکتا ہے کہان — میرا بلبل وہ چہکتا ہے کہان

نکہتِ بادِ بہاری ہے کہان
میرے گلرو کی سواری ہے کہان

ای صبا جلد بتا دے مجھکو
دفن کس جا ہے بتا دے مجھکو

کیا مرے گل کا وہان ہے مدفن
بلبلین کرتی ہین جس جا شیون

غل پپیہون کا ہے مورونکا ہی شور
کیا مرے چاند پہ گرتے ہین چکور

تو بتا دے ہے مجھے صیادِ قضا
طایرِ دل مرا کیون صید کیا

قبر کس جا ہے چمن ہے کس جا
میرے بلبل کو کہان سونپ دیا

مہِ خوبی مرا پنہان ہے کہان
میرا خورشیدِ درخشان ہے کہان

جان بیچین ہے دل ہے بیتاب
کونسے ابر مین ہے وہ مہتاب

گم ہوا وہ درِ نایاب کہان
جلوہ افروز ہے مہتاب کہان

میرا مہتاب ہے کس جا روشن
کونسا برج ہے اوسکا مسکن

یان کبھی نوحہ کبھی زاری تھی
اور وہان دفن کی تیاری تھی

پالا اٹھارہ برس تہا اوسکو — رکھدیا قبر مین تنہا اوسکو
رنج دیتے ہین مقرر افلاک — ہی یقین کھینچتی ہے خاک کو خاک
دل یہ تڑپا کہ لبِ گور ہوا — حشر برپا ہوا اک شور ہوا
روئی اسطرحسے مان چلاّکر — خاک پر لوٹ گئی غش کھاکر
وہ تڑپ جانا کبھی دل کی طرح — خاک پر لوٹنا بسمل کی طرح
لب پہ تہا شور کبھی نالے تہے — پڑ گئے آہون سے پہنچالے تہے
کیا جدا مجھسے وہ دلبند ہوا — دل مرا خاک کا پیوند ہوا
اب کہان پاون گی مین اوسکا پتا — گر گیا چاہ مین یوسف میرا
ہاتھہ سے اپنے تجھے کہو بیٹھی — اپنی تقدیر کو مین رو بیٹھی
قبر کی رات بہت ہے بہاری — تیرا حافظ ہے جنابِ باری
ہای کس ناز سے پالا مین نے — گور کی گود مین ڈالا مین نے

نو مہینے کی نئی ہے یہ دلہن — گور تو اپنا اُڑھا لے دامن

دل مین رہتی تھی یہ ارمان کیطرح — تو بھی رکھنا اسے مہمانکی طرح

ہو نہ برباد بضاعت میری — رہے محفوظ امانت میری

جلوہ افروز جہان ہے یہہ دلہن — قبر مہتاب سے ہوگی روشن

اسکو غربت مین قضا لائی ہے — قبر ہے عالمِ تنہائی ہے

مجلسِ اہلِ عزا ہی روئی — مان کے رونے پہ قضا بھی روئی

وہین نازل ہوئی رحمت حق کی — نور سے قبر منور دیکھی

قبر مین نورِ خدا کا تھا ظہور — قبر تھی رحمتِ حق سے معمور

قبر کو نور سے روشن دیکھا — قبر کو چاند کا مسکن دیکھا

قبر سے نور درخشان دیکھا — قبر مین وہ مہِ تابان دیکھا

قبر مین منھ جو کفن سے نکلا — چاند تھا وہ کہ گہن سے نکلا

نور تہا چہرہ پہ اوسکے ایسا | اوسکو حیرت ہوئی جسنے دیکہا

منہہ کفن سے جو نظر آتا تہا | نور آنکہون مین چمک جاتا تہا

تہی چمک نور کی رخسارونپر | چاند سے تہے قبر کی دیوارونپر

حسن سے مہر ضیا پاتا تہا | چاند بہی دیکہہ کے شرماتا تہا

اوسکو حیرت تہی عجب سکتا تہا | چاند مہتاب کا منہہ تکتا تہا

نور اوس مہ کا دوبالا دیکہا | چاند پر چاند کا ہالا دیکہا

ابر مہتاب سے جب دور ہوا | چاندنی کہل کے عیان نور ہوا

روز روشن ہوئی دیجور کی رات | دن سے نے پائی تہی عجب نور کی رات

خود بخود منہہ قبلہ کیطرف پہر جانا

خود بخود منہہ سوئے قبلہ جو پہرا | جسنے دیکہا یہ کہا صلِ علےٰ

جسکا دل سوئے خدا رہتا ہی | اوسکا منہہ قبلہ نما رہتا ہے

بخدا نقلِ مکان کرتے ہین | کون کہتا ہے کہ وہ مرتے ہین

نیک سے تہے کام ہوا نام بہی نیک
نیک آغاز کا انجام بہی نیک

سونپ کر قبر کا منھ بند کیا
چاند کو خاک کا پیوند کیا

قبر پر اہلِ عزا نے آکر
فاتحہ پڑہ کے چڑہائی چادر

یون تجلّی تہی عیان زیرِ پرند
جسطرح شمع ہو فانوس مین بند

چاند اوس شب کا کہان ہالا تہا
چاند پر ابر کا اک ہالا تہا

سب نکلے اِس ماہ کے غم کا ہالا
چاند پہرنے لگا بالا بالا

چہپ گیا ابر مین وہ بدرِ کمال
ماہ گہٹ گہٹ کے ہوا غم سے ہلال

اوس سی پڑ گئی سیّارون پر
مردنی چہائی رہی تارون پر

نور دیکہا نہ اوجالا دیکہا
خاک پر خاک کا ہالا دیکہا

رو لے اس درد سے رونیوالے
چونک اُٹہے قبر کے سونیوالے

مان یہہ چلّائی دوہائی لوگو
لٹ گئی میری کمائی لوگو

چرخ کے جور و جفا نے لوٹا ہے دوہائی کہ قضا نے لوٹا
خاک مین گوہر نایاب چھپا پردۂ ابر مین مہتاب چھپا
منگئی چاند سی مورت کیسی ملگئی خاک مین صورت کیسی
شام کیسی یہ سویرا کیسا چھپ گیا چاند اندھیرا کیسا
دم نہ گھٹ جائے نکالو لوگو چاند پر خاک نہ ڈالو لوگو
چاند کو خاک مین کسنے سونپا کیون فلک تو نے بھی دیکھا ایسا
یاد رکھنا اسے اے چرخ کہن اس کا میلا نہو اک تارِ کفن
ورنہ کل حشر کے دن پیش خدا ہاتھ میرا ترا دامن ہوگا
دل نہ میلا کرو مان تم پہ نثار طبع نازک پہ نہ آجائے غبار
یہ ستم کب فلک پیر کا ہے یہ لکھا کاتب تقدیر کا ہے
تو جدائی سے مری ہو نہ اداس دفن مین ہونگی تری قبر کے پاس

بیٹھون گی چھوڑ کے سب زیورو
قبر پر تیری مجاور بنکر

خاک پر خاک کا ہوگا بستر
قبر ہوگی تری اور میرا گھر

بھاتی بلبل کو ہے گل کی بوباس
کیون نہ پروانہ رہے شمع کے پاس

مین تصدق گئی اک کام کرو
رات کے جاگے ہو آرام کرو

حق تعالیٰ نے تجھے بخشدیا
قبر مین آئیگی جنت کی ہوا

باغ فردوس ہے راحت کیلئے
حور و غلمان تری خدمت کیلئے

ہے خطا پوش وہ ستار ترا
ہے عطا پاش وہ غفار ترا

تجھکو خالق سے ملے نیک انعام
رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

تھا وہ آغاز یہ انجام کی جا
قبر ہے راحت و آرام کی جا

رہین دنیا مین نکونام سے تم
سو رہو قبر مین آرام سے تم

مثل مہتاب کے تابندہ رہے
حشر تک نام ترا زندہ رہے

شکر صد شکر ہوا فضلِ خدا
خاک کے ذرّے کو خورشید کیا

نام خالق کرے روشن جسکا
خاک ڈالے سے کہین چاند چھپا

خواب مین دیکھنا مادر و پدر کا مرحومہ کو ایک ہی شب مین اور باہمی سوال و جواب

قدرتِ حق کا عجب حال سنو
اہلِ دل خواب کا احوال سنو

اوسکی رحمت کا بیان ہے سمین
ماتمِ مرگِ جوان ہے اسمین

سامعین عفو کرین میری خطا
جو سنا مینے جو دیکھا لکھا

مجھ سے اتنا ہوا اے قدرشناس
نور کا نور کو پہنایا لباس

یہ خطاوار سر افگندہ ہے
پاک عصیان سے کہان بندہ ہے

دوستو یہ مری غمخواری ہے
ڈہانکنا عیب کا ستاری ہے

کسلئے فکر ہے کیون دل ہے اوداس
خواب کو سمجھینگے تعبیر شناس

راز دل اپنا عیان کرتا ہون ‏ خواب کا حال بیان کرتا ہون
ہے عجب خواب یہ حیرت افزا ‏ خواب ایسا کہین دیکھا نہ سنا
اُسکی مادر نے جو دیکھا رویا ‏ خواب اُسی شب وہی مینے دیکھا
صبح سے دل مرا بیتاب ہوا ‏ شب ہوئی سو رہا اک خواب ہوا
نیند سے آنکھہ جو جھپکی تو ذرا ‏ نور آنکھون مین چمکتے دیکھا
کیا کہون آنکھون نے کیا کیا دیکھا ‏ اوسکی قدرت کا تماشا دیکھا
جلوۂ عالم امکان دیکھا ‏ حور بہی دیکھی غلمان دیکھا
مہ و خورشید و فلک سیارے ‏ خلد و فردوس ملائک سارے
کرسی و لوح و قلم عرش علا ‏ جنت و کوثر و طوبے دیکھا
جلوۂ نور تجلے دیکھا ‏ فرش سے عرش معلے دیکھا
سب مین اک نور خدا کا دیکھا ‏ دیکھنا تھا جسے دیکھا دیکھا

اک مکان خواب مین مین نے دیکہا / قصر جنت کہون اُس کو تو بجا

رنگ زنگاری و اخضر اوسکا / یا مکان صاف زمرد کا تہا

عرش تک فرش سے تہا نور وہان / ہر شجر تہا شجر طور وہان

تہا عجب اوس مین تجلی کا ظہور / کہ نظر آنے لگا نور ہی نور

جلوہ افزا تہا جہان وہ مہتاب / وہ چمک نور کی وہ آب و تاب

اوس مکان مین اوسے مین نے دیکہا / تہی وہ اک نور کی پتلی گویا

کچہہ عجب نور کی صورت دیکہی / مین نے اللہ کی قدرت دیکہی

دیکہتا رہگیا پیشانی کو / اور اوس چہرۂ نورانی کو

حلۂ سبز تہا اور سبز نقاب / دیکہنے کی نہ رہی مجہکو تاب

بر مین تہی نور کی اک سبز قبا / سبز پردے مین تہا وہ چاند چہپا

تاج تہا نور کا سر پر واللہ / ماہ کے سر پہ تہی خورشید کلاہ

چاند اوس نور سے شرماتا تھا — آفتاب ابر مین چھپ جاتا تھا

زینتِ نور تھا اوس کا چھرہ — غیرتِ حور تھا اوسکا چھرہ

مین نے یہ پوچھا کہ اے جانِ من — کون سی جا ہے ترا مسکن

طایرِ روح کا کس جا ہے قیام — باغِ جنت ہے کہ طوبیٰ ہے مقام

آشیان کنگرۂ عرش پہ ہے — یا نشیمن ترا اس فرش پہ ہے

خلد کا ہے کہ ارم کا گلشن — کونسا ہے ترے رہنے کا چمن

کس چمن کی تو ہوا کھاتی ہے — بوئے گل کونسی خوش آتی ہے

یا کسی حور کی تحویل مین ہے — یا کسی نور کی قندیل مین ہے

تو بتا دے مجھے اے پیارا — کیا ترا عرش پہ ہے گھوارا

یا ملک ہے کہ کوئی حور ہے تو — یا ہے غلمان کہ جو پرنور ہے تو

ہے تجلی سے تری گھر معمور — جلوۂ نور ہے یا شعلۂ طور

تیرا کوثر پہ گذر ہے کہ نہین / اور فردوس مین گہر ہے کہ نہین

تو مرا تنگِ قمر ہے کہ نہین / تو مرا لختِ جگر ہے کہ نہین

کون ہو مین یہ خبر ہے کہ نہین / تجھکو یاد اے گلِ تر ہے کہ نہین

تو بتا دے مجھے از بہرِ خدا / تجھکو کس بات پہ حق نے بخشا

کونسی تو نے سخاوت کی تہی / کونسی تو نے عبادت کی تہی

فضل سے حق نے کیا تجھکو سعید / ہو گیا خاک کا ذرہ خورشید

مان کا بیتابی دل بیان کرنا اور جواب دینا مرحوم کا

مجھ سے کچھ بات نہونے پائی / اوسکی مان رونے لگی چلائی

نہ رہا صبر کا یارا اوسکو / نام لے لے کے پکارا اوسکو

تجھ پر آتی ہے محبت پیاری / تو بتا نام مین صدقے واری

وہی صورت وہی سیرت وہی خو / وہی گل ہے وہی رنگت وہی بو

مین تصدق ترے میری جانی — بعد مرنے کے بہی راحت پائی

عمر جاوید خدا نے بخشی ہا ہا — ملگئی تجہکو حیات ابدی

نام اچہا مرے دلبند کیا — اپنے خالق کو رضامند کیا

کون لایا مری جانی تجہکو — سیر کیا خلد کی بہائی تجہکو

چہوڑ کر مان کو کہان سکہہ پائے — تم کئی دن کے گئے آج آئے

مین تصدق ترے اس آنے کے — بخت اب کہل گئے ویرانیکے

اب تجہے نام خدا ہوش آیا — موت کا خوب بہانہ پایا

میرا گہر تم کو نہ بہایا بیٹا — تمنے جنگل کو بسایا بیٹا

گہر سے بہایا تمہین پیارے جنگل — خوب جنگل مین منایا منگل

خیر آؤ کہ نہ آؤ بیٹا ہا ہا — دل کو دکہلا کے دکہاؤ بیٹا

ہائے وہ حسرت و ارمان تیرے — خاک مین ملگئے سب یان تیرے

میری حسرت مری ارمان بھری — پھرتی ہے آنکھون مین تصویر تری
صورت آنکھونمین ہے جانی تیری — یاد آتی ہے جوانی تیری
غیرتِ حور مری رشکِ پری — وہ ترا حسن تری جلوہ گری
چال تیری نہ چلن پاتی ہون — ہر قدم ٹھوکرین مین کھاتی ہون
پھر کہا دیکھہ تو دل کو میرے — مین تصدق ترے صدقے تیرے
تو جہان سے لئے ارمان گئے — تیرے صدقے گئی قربان گئی
صبر و آرام مرا لے کے گئی — درد و غم رنج و الم دیکے گئی
داغِ حسرت مرے دل سے پوچھو — غم کی لذت مرے دل سے پوچھو
اب نہ کھاتی ہون نہ مین پیتی ہون — نام لے لے کے ترا جیتی ہون
خونِ دل پیتی ہون غم کھاتی ہون — لے ترے سر کی قسم کھاتی ہون
بس یہ کھانا ہے یہ پینا میرا — اب تو مر مر کے ہے جینا میرا

شام ہوتی ہے سحر ہوتی ہے | نہین معلوم کدھر ہوتی ہے
آتشِ غم سے پُہنا کرتی ہون | رات دن سر کو دُہنا کرتی ہون
دن سرکتا نہ گھڑی گھٹتی ہے | رات کاٹے سے نہین کٹتی ہے
دن جو آیا تو قیامت آئی | رات آئی تو مصیبت آئی
تو نہ آتی ہے نہ موت آتی ہے | عمر حسرت مین گھٹی جاتی ہے
موت آجائے تو غم سے چھٹ جاؤن | تو جو مل جائے ستم سے چھٹ جاؤن
جان کمبخت یہ جاتی بھی نہین | موت کیا مر گئی آتی بھی نہین
تیری الفت کا ہے آزار مجھے | کر دیا جان سے بیزار مجھے
نہ کبھی تو نے ہنسایا مجھکو | جو ترے غم نے رولایا مجھکو
زندگی تک نہ الم جائیگا | ساتھ دم کے ترا غم جائیگا
حسرت و رنج و غم و درد و الم | سب ترا کرتے ہین باہم ماتم

چہوڑ کر کس کے سہارے بیٹا
سوئے فردوس سدہارے بیٹا

ڈہونڈہتی پھرتی ہون ٹکراتی ہون
نور آنکہون مین نہین پاتی ہون

لوٹتی ہون مین کبہی خارون پر
لوٹتی ہون کبہی انگارون پر

دل مین کچھ بھی وفا ہے کہ نہین
یاد اے ماہ لقا ہے کہ نہین

میرے گہر آتے تہے دیکہہ دینیکو
صبر و آرام مرا لینے کو

خاک مین مادرِ دلگیر ملی
اور تمہین خلد کی جاگیر ملی

تم رہو خلد کے گلزارون مین
مین بیابان کے رہون خارون مین

باغِ جنت جو ملا بہول گئے
تم مجھے اے گلِ تر بہول گئے

یہ بہی کچہہ طرزِ وفاداری ہے
بات کرنی بہی دشواری ہے

مجہہ سے آزردہ ہے جانی میری
گئی برباد کمائی میری

جان جاتی ہے نہ غم جاتا ہے
کیا کرون صبر نہین آتا ہے

دل پہ اب جبر کرونگی بیٹا — خیر اب صبر کرونگی بیٹا
سوگ میرا نہین بھاتا تمکو — رحم مجھ پر نہین آتا تمکو
زخمِ دل غم سے مرا آلا ہے — تجھکو اٹھارہ برس پالا ہے
دل کو بس غم ہے تو تیرا غم ہے — تو ہی مہتاب نسا بیگم ہے

جواب دینا مرحومہ کا مان کو

جب سنی مان سے یہ اُسنے گفتار — بولی وہ اے مری مادر غمخوار
حق کی رحمت ہو ہمیشہ تجھپر — فضل خالق کا رہے آٹھ پہر
جان تو کس کے لئے کھوتی ہے — کس کا غم کرتی ہے کیون روتی ہے
خواب سا ہے مجھے دنیا کا خیال — نہ پدر کا ہے نہ مادر کا ملال
کہان اٹھارہ برس نیک عمل — مجھکو گذرے وہان اٹھارہ پل
نام سے اب مجھے کچھ کام نہین — اس جہان مین مرا کچھ نام نہین

وعدۂ حق سے بہانا کیسا
پہر جہان مین مرا آنا کیسا

ہوگئے بند ملاقات کے باب
درمیان آن گئے ہین لاکہہ حجاب

کسطرف دہیان ہے مادر تیرا
اور عالم ہے یہ عالم میرا

قید ہستی سے چہٹی خوب ہوا
جلد دنیا سے اُٹہی خوب ہوا

تونے اس رمز کو پہچانا کیا
جینا کیا چیز ہے مرجانا کیا

بات منہہ سے جو نکلجائے ابہی
رنگ دنیا کا بدلجائے ابہی

اورکچہہ رنگِ زمانہ ہوجائے
موت کا سب کو بہانہ ہوجائے

بے سبب کیون مرا غم کرتے ہین
اُن پہ رو جینے پہ جو مرتے ہین

کسلئے روتی ہے مادر مجہہ پر
توبہ کر اپنے لئے توبہ کر

جسنے کی توبہ وہ بخشا ہی گیا
دیکہلے وہ درِ توبہ ہے کہلا

یون تو الفت ہے مقرر مان کی
ہے محبت اُسسے نشتر مان کی

ہو مبارک مری مادر تجھکو | میرے اللہ نے بخشا مجھکو

پھر باپ کے طرف متوجہ ہو کر بیان کرنا حالتِ قبر و مغفرت و حقیقتِ دوزخ و جنت

کھلے یہ میرے طرف منھ جو کیا | کیا کہوں حال میں اپنے دلکا
دیکھکر نور کے شعلہ کی دمک | کوند کر رہگئی بجلی سی چمک
برق تھا حُسن کا جلوہ کیا تھا | وہ تجلّی تھی کہ غش آتا تھا
با ادب سر کو جھکا کر یہ کہا | عرض ہے آپ سے میری بابا
تم مجھے مردہ نہ جانو اصلا | مجھکو اللہ نے زندہ رکھا
ہو رہا ہے یہ مجھے حکم خدا | جلد جا جلد ابھی کعبہ کو جا
سب ہے سامان مری راحت کیلیے | آپ سے آئی ہوں رخصت کیلیے
مجھسے کہنے لگی وہ ماہ لقا | کیا عجب دیکھتے ہو حال مرا

حق سے کیا کیا نہین یان پاتے ہین | ولے بگڑے یہان بنجاتے ہین
رحم مجھپر کیا غفاری کی | مرے ستار نے ستاری کی
ہوگئے سب مرے عصیان زایل | کردیے حق نے گنہ مرے بحلے
مغفرت میری خداداد ہوئی | نار دوزخ سے مین آزاد ہوئی
موت کا روز ہے وہ روز نجات | قبر کی رات ہے معراج کی رات
جب سے مجھے قبر مین تم نے رکھا | سب چلے چھوڑ کے مجھکو تنہا
حال سے آسکے خدا ہے آگاہ | گور کی رات وہ خالق کی پناہ
کھینچکر مجھکو قضا لائی تھی | مین تھی اور قبر تھی تنہائی تھی
کوئی حسرت کے سوا آس نہ پاس | خوف وہ یاس وہ دہشت وہ ہراس
ذائقہ موت کا ہر دم لب پر | اور نکیرین کی پرسش کا خطر
وہ بھی اس قبر کا دکھ پائے کہین | یا خدا موت کو موت آئے کہین

٥٠٦٣

لاکے یاں چھوڑ دیا ہاتھ مرا — موت نے بھی نہ دیا ساتھ مرا

کوئی مونس نہ تہا غمخوار تہا — جز خدا کوئی مددگار نہ تھا

دور ماں باپ سے ہیہات رہی — ساتھ اللہ کی اک ذات رہی

دو فرشتوں نے یہ آکر پوچھا — ہے خدا کون نبی کون ترا

کس پہ نازل ہوا قرآن کیا ہے — دین کیا ہے ترا ایمان کیا ہے

کھولکر دوزخ و جنت کے در — مجھ سے جھنجلا کے کہا دیکھ ادہر

نور دیکھا کبھی ظلمت دیکھی — قہر دیکھا کبھی رحمت دیکھی

بوئے جنت مجھے خوش آتی تھی — نارِ دوزخ سے میں گھبراتی تھی

آہ تھی لب پہ کبھی نالہ تہا — دل مرا شعلۂ جوّالہ تھا

خوف سے دل جو ہم آغوش ہوا — حق کی رحمت کو وہاں جوش ہوا

راہِ دوزخ سے مجھے پھیر لیا — اُسکی رحمت نے مجھے گھیر لیا

آئی آواز نہ غم کھامین ہون
ای مرے بندے نہ گھبرامین ہون

یک بیک دل ہوا روشن میرا
کلمہ پڑھ کے کیا شکرِ خدا

کلمہ ہوگیا منہہ سے جاری
ہوگئی قبر منوّر ساری

نور سے قبر کو روشن پایا
غل ہوا شافعِ محشر آیا

بھر گیا نور سے سارا مدفن
بنگیا دشت وہ دشتِ ایمن

قبر وہ حجلہ عروسانہ بنی
قبر وہ نور کا کاشانہ بنی

ہوگیا قبر کا دامن گلشن
ہوگئی قبر وہ جنت کا چمن

بحرِ رحمت نے جو کی طغیانی
نور سے قبر ہوئی نورانی

دیکھے جنت سب مجھے خرسند کیا
درِ دوزخ کو وہین بند کیا

آبِ کوثر سے مجھے نہلایا
خلعتِ نور مجھے پہنایا

تاج وہ نور کا پایا سر پر
ہوگیا سایۂ طوبےٰ سر پر

جلوۂ طور نظر آتا تھا — نور پر نور نظر آتا تہا

کبھی جنت کے اشارے تھے ادہر — جلوۂ فردوس دکہاتا تہا ادہر

کیا مہکتا تھا وہان باغِ نعیم — جہوم کر آتی تہی جنت سے نسیم

وہ نسیمِ سحری کا آنا — نکہتِ خلدِ برین کا لانا

بوئے خوش لیکے کبھی آتی تہی — عطر مین ڈوبی ہوئی آتی تہی

باغِ فردوس مین جانا اُسکا — وہ مہکتے ہوئے آنا اوسکا

کبھی جنت کا پتا دیتی تہی — بوئے گل لاکے سنگہا دیتی تہی

حورین غرفون سے بلاتی تہین مجھے — میوے جنت کے دکہاتی تہین مجہے

خلدِ فردوس مین گھیرتے ہین — یہ ریاضت کے ثمر تیرے ہین

واہ رے واہ ترا بختِ رسا — ڈوبکر تیرا ستارہ چمکا

تنگر ہو گیا انجام بخیر — ہو مبارک تجھے فردوس کی سیر

عیش بہی ملگیا راحت بہی ملی
خلد بہی ملگیا جنت بہی ملی

ہوگے سب حور و ملک میرے ساتہہ
لیکے جنت مین گئے ہاتون ہاتہہ

اللہ اللہ کرمِ یزدانی
نور کی شام سحر نورانی

نور کا جوش وہ رحمت کا وفور
وہ خوشی دل پہ وہ راحت وہ سرور

شام راحت کی سحر فرحت کی
اللہ اللہ وہ فضا جنت کی

وہ فضا اور وہ بہارِ گلشن
وہ مہکتا ہوا خوشبو سے چمن

نہرِ فردوس کا وہ لہرانا
ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوا کا آنا

وہ درختون کا ہوا سے ہلنا
دونون وقتون کا وہ باہم ملنا

وہ شجر نور کے وہ سبز لباس
بہینی بہینی وہ گلون کی بوباس

صحنِ گلشن مین گلون کے انبار
ہے ہر اک گل مین عجب رنگ بہار

کہین لالہ کہین نسرین و سمن
وہ کہین غنچون کی گل کا جوبن

پہول ہے سرخ تو پتی ہے ہری — اللہ اللہ رے صنعت تیری
بات غنچون نے عجب پائی ہے — دہنِ تنگ مین گویائی ہے
جب ہوا غنچون کو چہو جاتی ہے — بارک اللہ کی صدا آتی ہے
آتشین گل ہین چراغِ گلشن — جائے فانوس گلون کے دامن
قطرے شبنم کے ہین گلکار مین — چاند ہین پردۂ زنگاری مین
گل نے بو باس عجب پائی ہے — روحِ گل کہنچ کے یہان آئی ہے
وہ مہکتی ہے کبہی گل ہو کر — روحِ گل پہرتی ہے بلبل ہو کر
آشیان نور کے اشجار مین — پہول لالہ کے وہ منقار مین
وہ سحر اور وہ مہکنا گل کا — جہومنا وجد مین ہر بلبل کا
دل مین بلبل کے وہ آزار نہین — گل کے پہلو مین کہین خار نہین
پہول پہولے نہ سماتے تہے وہان — لالے پر داغ کا دیکہا نہ نشان

گل ہنسے غنچون نے منہہ کہولدیئے — خوش ہوئے مرغِ چمن بولدیئے

وہ چہکتے ہوئے مرغانِ سحر — اُڑتے ہین خلد کے اندر باہر

گل سے کہٹکا نہ خلش خارونسے — پہول چن لیتے ہین منقارونسے

کہین بلبل کی خوش آوازی ہے — کہین طاؤس کی طنازی ہے

سارے گلشن کو لٹا دیتے ہین — باغ کو سر پہ اُٹہا لیتے ہین

اونکے نغمون مین ثناے معبود — صوتِ سرمد کہین لحنِ داؤد

وان کے سب طایرِ طناز جدا — نغمہ سوز جدا ساز جدا

پاؤن یاقوت کے پکہراج کا سر — لعل کی چونچ زمرد کے پر

اور پہر اُسپہ خطوطِ زرین — پر چمکتے ہین مثالِ پروین

واہ کیا صنعتین رحمن کی ہین — سینہ پر آیتین قرآن کی ہین

اُسکے دیدار کے سب جویا ہین — بات کرتے نہین پر گویا ہین

گر بہشتی کرے طایر پہ نظر ۔ سامنے آتا ہے بریان ہوکر
کبھی دنیا مین نہ کہایا نہ سنا ۔ ذایقہ اوسکا نیا لطف نیا
وہین ہوتا ہے نظر سے معدوم ۔ کہکے اُڑجاتا ہے حی القیوم
جلوۂ نورِ جنابِ معبود ۔ عرشِ اعلےٰ وہ مقامِ محمود
ہے تجلی پہ تجلی کا ظہور ۔ نور پر نور ہے بس نور پہ نور
تھے ملائک کہین غلمان کہین حور ۔ آئے ہاتون مین لئے جامِ طہور
ڈالیان پہولی پہلی ملنے لگین ۔ حورین جہک جہک کے گلے ملنے لگین
آنکہین جن میوون پہ للچاتی ہین ۔ ڈالیان جہوم کے آجاتی ہین
توڑلین ایک تو دہ چند بڑہے ۔ وان کا میوہ کبھی سوکہے نہ سڑے
رنگ مین لعل سے خوش رنگ مکان ۔ نہرین وہ نور کی وہ آب روان
کہین کوثر ہے کہین نہر لبن ۔ نور کی شمع ہر اک جا روشن

خوب سرسبز ہین جنت کے چمن
تر و تازہ ہین گلون سے گلشن

حورین لے لے کے سبو آتی ہین
روحین سب بہرِ وضو آتی ہین

شکر خالق کا ادا کرتی ہین
روحین سب ذکرِ خدا کرتی ہین

کرتی ہین حمد و ثنائے غفار
کہین تسبیح کہین استغفار

ہے رکوع اور قعود اور سجود
ہے کہین ذکر کہین وردِ درود

کہین اسرار کہین راز و نیاز
حق سے واصل کوئی حق کا دمساز

حسن پر اپنے وہ حورونکو ناز
کہین غلمان کے وہ ناز و انداز

سب کو حاصل ہے خدا کا دیدار
پل مین ہوتی ہے تجلّی سو بار

کوئی موتی کا کوئی مرجان کا
ہر مکان نور کے سانچے مین ڈھلا

شامیانہ کہین مہتابی ہے
ہے کہین سرخ کہین آبی ہے

فرش ہے مخملِ کاشانی کا
ہے گمان تختِ سلیمانی کا

چاندنی قاقم و سنجاب کی ہے / روشنی فرش پہ مہتاب کی ہے

کہین مہتاب کسی جا پہ نجوم / شمع کی جا ہے ستارونکا ہجوم

کہین بلور کے قندیلون کی / روشنی نور کے قندیلون کی

اور زینت ہوئی کاشانونکی / روحین سب جمع ہین پروانونکی

مثلِ خورشید جہان روشن ہے / نور سے سارا مکان روشن ہے

سنگ ریزے نہین یہ پارے ہین / خاک کے ذرّے نہین تارے ہین

مشک کی ہے کہین کافور کی خاک / نور کے سارے زمین و افلاک

حال جنت کا عیان ہو کس سے / اوسکی رحمت کا بیان ہو کس سے

تیری رحمت تری قدرت کے نثار / میرے صانع تری صنعت کے نثار

مین کبھی حکمِ خدا پاتی ہون / خلد سے سیر کو آجاتی ہون

سیر کو باغِ ارم کا گلشن / گھر ہے فردوس تو جنت مسکن

خلد کی روز ہوا کہاتی ہون ‏ — ‏نعمتین روز نئی پاتی ہون

حق سے کیا کیا نہ جزا ملتی ہے ‏ — ‏آب ملتا ہے غذا ملتی ہے

ہر سحر لاتی ہین حورین مرے پاس ‏ — ‏حُلّے فردوس کے جنت کے لباس

صبحدم حکم خدا پاتی ہین ‏ — ‏حورین رحمت کے طبق لاتی ہین

بندہ مایوس نہو دل مین کبہی ‏ — ‏بخشدے چاہے جسے پل مین ابہی

کر تو اللہ کی رحمت پہ نگاہ ‏ — ‏لاوبالی ہے خدا کی درگاہ

تونے جانا یہ فسانہ کیا ہے ‏ — ‏اسکی رحمت کا ٹہکانا کیا ہے

کیا بیان مجھسے ہون اسرارِ خدا ‏ — ‏ہے میسر مجھے دیدارِ خدا

کس فصاحت سے حقیقت یہ کہی ‏ — ‏وہ بلاغت وہ زبانِ عربی

حال اُسنے جو گلے مل کے کہا ‏ — ‏پڑگئی نور کی آنکہون پہ ردا

خواب سے مینے جو دیکہا اُٹہکر ‏ — ‏سارا خوشبو سے معطر تہا گہر

گہر مرا نور سے معمور ہوا
نور سے رشک دہِ طور ہوا

ہاتھ ملتا رہا اوسکو کہو کر
گم ہوا نور کا جلوہ ہوکر

دیکھا اوس روح سے کیا کیا ظہور
روز افزون ہو خورشید کا نور

دیکھا قرآن کی تلاوت کرتے
کبھی کعبہ کی زیارت کرتے

بار ہا رحمت باری دیکھی
اوسکی لوگون نے سواری دیکھی

دفن جس جا وہ مری جانی ہے
خاک اُس دشت کی نورانی ہے

وان کے ذرون سے ستارے ہوے ماند
حسن سے لگ گئے جنگل کو چاند

بنگیا خارِ بیابان گلشن
بنگیا دشت وہ جنت کا چمن

اِس زمین پر ہے خدا کی رحمت
اِس چمن مین ہے بہارِ جنت

اِس زمین مین ہین نہان رازِ نیاز
دفن اِس جا پہ ہین حق کے دمساز

جسنے دیکھا ہو دیکھے آکے
یان سے جاتے ہین مرادین پاکے

برگ لاتا ہے تو بر پاتا ہے
پہول لاتا ہے ثمر پاتا ہے

لیکے امید جو یان آتا ہے
پیاسا دریا سے نہین جاتا ہے

صبح جنت سے ہوا آتی ہے
ساتہہ وہ پہولون کی بو لاتی ہے

قبر پہولون سے جو بن جاتی ہے
عطر کی صاف مہک آتی ہے

عود و عنبر سے مہکتے دیکہا
قبر سے نور سے چمکتے دیکہا

یا نبی رحم خدارا اسیر
ہے یہ امت مین تری خستہ جگر

رحم کر اسپہ تو ای میرے خدا
بخشدے تو اسے بندہ ہے ترا

نور سے قبر منور کردے
قبر مین نور کا بستر کردے

کون جانیگا ترا راز و نیاز
بخشدے چاہے جسے نکتہ نواز

ہدایت برائے احباب وہم خاتمہ کتاب

دل مرا غم سے جو رنجور رہا
قصہ لکہنے پہ مین مجبور رہا

جب قلم اس پہ اُٹھایا مینے
سونیوالونکو جگایا مینے

پورا لکھا نہ گیا رنج و محن
غم رہا سینہ مین خرمن خرمن

درد و رنج و الم و غم لکھا
اور لکھنا تھا بہت کم لکھا

دل مین ہے درد و غم و رنج و ہراس
کیا لکھے جسکے بجا ہو نہ حواس

نہ لکھو دوستو قصہ غم کا
جسنے لکھا وہ کہین کا نہوا

جب سے مینے یہ لکھا افسانا
پھر کسی کام کا یہ دل نرہا

فائدہ کیا دلِ مضطر پایا
جی جلا جان جلی غم کھایا

رہ گئے زخمِ جگر چھل چھل کے
پھوٹے بن بن کے پھپھولے دل کے

بحرِ غم مین جسے گرتے دیکھا
پھر کبھی اوسکو نہ ترتے دیکھا

بحرِ غم سے نہ اُبھرتا دل کا
دل سے مین مجھ سے گزرنا دلکا

ہائے بے موت موا دل میرا
زندہ در گور رہوا دل میرا

وہ جلے قلب و جگر مل مل کے — اور بہڑکنے لگے شعلے دل کے

آتش ہجر سے جی جلتا ہے — اور کلیجہ بہی کوئی ملتا ہے

شمع کی طرح پگلتا ہے دل — مجہکو بو آتی ہے جلتا ہے دل

غم نے کیا ہون کہایا دل کو — لاکہ ڈہونڈا نہین پایا دل کو

اپنی ہستی سے گزر جاتا ہے — نہین معلوم کدہر جاتا ہے

میرے اور دل کے ہی باہم تکرار — مجھ سے دل اور مین دل سے بیزار

ایک دل لاکھ ہین غم کے ریلے — رو کے کس کس کو کہان تک جھیلے

دل یہ کس کس کی کرے غمخواری — ایک دل میرا خدائی ساری

مین نے پایا دل مضطر جیسا — دل خدا دے نہ کسی کو ایسا

دل تری چرب زبانی کبتک — بس ترے غم کی کہانی کبتک

دیکھکر یہ مرے غم کا سینہ — غم سے بس شق ہے قلم کا سینہ

ہین سیہ سوزشِ غم سے آنسو
ٹپکے پڑتے ہین قلم سے آنسو

بس قلم روک لے کر غم کو سلام
قصۂ غم ہوا بس آج تمام

غم سے منھہ موڑ لیا ہے مینے
بس قلم توڑ دیا ہے مینے

بخدا فخر سے سو بار کہون
غم کے افسانہ کا موجد مین ہون

سب سے یہ رنگ نیا ہے کہ نہین
یہ مرا فخر بجا ہے کہ نہین ہا

سرِ مو فرق نہین اسمین ذرا
جو سنا مین نے جو دیکھا لکھا

سن کے یہ ٹکرے جگر ہوتا ہے
سچ باتونکا اثر ہوتا ہے

کوئی بیجا نہین فریاد مری
داد دین صاحبِ اولاد مری

یہ صلہ بہرِ خدا دو مجھکو
فاتحہ پڑہ کے دعا دو مجھکو

رحم کر مجھ پہ خداوندِ جلیل
تجھ سے شرمندہ ہے یہ عبدِ ذلیل

اپنے عصیان سے گرانباری ہے
تیری رحمت کی طلبگاری ہے

توبہ کر دیمین یہ خطر کیا ہے	اوسکی رحمت کا بڑا دریا ہے
تیرے سجدے مین سر افگندہ ہون	تو خدا ہے مین ترا بندہ ہون

داورا بخشدے داورے گنہ

کر گنہگار پہ رحمت کی نگہ

تمت بالخیر

تاریخ وفات مرحومہ یعنی نور چشمی مہتاب النسا بیگم

یہہ جوان مرگ کے ہے مرگ کا حال	قصۂ غم والم ہے مین بسال ۱۲ ۱۳ ۱ ھ

ولہ

کی ہے تاریخ یہ داور نے رقم	اسکا ہے سنہ عجب افسانہ غم ۱۲ ۱۳ ھ

ولہ

حال رحلت مین لکھا قصۂ غم	قصۂ غم سے بڑہا اور الم ۱۲ ۱۳ ھ

ولہ

داور اب نیب قلم ہو تاریخ	ناوک قصۂ غم ہو تاریخ ۱۲ ۱۳ہر

قطعہ تاریخ طبع مثنوی

داور نے لکھا فسانۂ غم	جب چاند ہوا زمین کا پیوند
ہے قصۂ غم کے طبع کا سال	سوز غم نوجوان دلبند ۱۹ ۱۳ہذ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصہ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر - از طبعزاد
نواب فصیح الملک بہادر استاد جہان بلبل ہندوستان داغ صاحب دہلوی

داور الملک نے لکھا کیا خوب
رنج دختر میں یہ الم نامہ

طبع کا سال داغ نے لکھا
کیا ہی اندوہناک غم نامہ

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصہ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر - از
طبعزاد عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد - شاد نواب مدار المہام سرکار
آصفی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

لکھی داور الملک نے مثنوی
کہ پڑھنے سے جسکے ہو دل چاک چاک

ہوئیں انکی لڑکی جو انمرگ ہائے
اسی کا ہے ذکر اسمیں بس ہولناک

یہ ہے مثنوی یا کہ ماتم سرا
ہوا ماہ دو ہفتہ پیوند خاک

ہوئی جب مجھے فکر تاریخ طبع
کہا دل نے مجھسے (غم دردناک)

۱۳۱۹ھ

وله

شنو درد کن چاپ این مثنوی — مگو مثنوی پُر زغم داستان
جگر چاک از خواندنش مرد و زن — همه سینه کوبان و مویه کنان
سن طبع و ترتیب این غمکده — بجو شاد از - داغ درد نهان
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ ختم مثنوی قصہ غم از طبعزاد جناب لطیف احمد صاحب اختر خلف امیر مینای مرحوم

ہائے یہ رنج و الم کی داستان — مثنوی ہے یا قیامت کی شبیہ
سال ترتیب اسکا اختر نے لکھا — کھنچ گئی اک درد و حسرت کی شبیہ
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع از طبعزاد جناب حفیظ الدین صاحب یاس حیدر آبادی

رنج دختر مین نیا قصہ غم — داور الملک بہادر نے لکھا
طبع کی یاس نے لکھی تاریخ — یہ عجب نامۂ غم طبع ہوا
۱۹ ۱۳ھ

وله

چو این نظم غم داور الملک ساخت — مرتب بصد رنج و آشفتگی
رقم پاس تاریخ طبعش نمود — پر آلام جان طبع شد مثنوی

۱۳۱۹

قطعهٔ تاریخ طبع از طبعزاد جناب سید جلال الدین صاحب توفیق حیدرآبادی

کیا ہی دلسوز مثنوی لکھی ہے — میرے نواب نے خدا کی قسم
کیا عجب گرمیٔ مضامین سے — ہاتھ میں شمع سان جلا ہو قلم
گل مضمون کھلاتی جاتی ہے — ہے زبان موجۂ نسیم ارم
اسقدر صاف ہی کلام کہ بس — صفحہ پر آئینہ کا ہے عالم
سرخیٔ داستان سے ظاہر ہے — خون چکان ہے یہ قصۂ پر غم
کاوش چرخ پیر کی دولت — اک جوانمرگ کا ہے یہ ماتم
ہے سیہ پوش حرف حرف اسکا — اسکی ہر بیت ہے صف ماتم

مرگ پر کس کے رو رہے ہین حرف — نقطون مین ہے سرشک کا عالم

دل گرفتہ ہر ایک دائرہ ہے — صورت چین گیسوے پر خم

چل رہا ہے جگر پہ ارّہ سین — بار غم سے میان دال ہے خم

کاف نالان ہے اپنی مرکز سے — سر پہ بیٹھا ہے تیر درد والم

صبح غم ہے بیاض بین سطور — ہے سواد مداد شام الم

اے فلک انقلاب ایسا ہی — ق — یہ بہی ظالم طریق ظلم وستم

وہ جئے جو کہ مردہ کہلائے — وہ مرے جو کہ ہو مسیحا دم

ہو خسوف لحد مین حیف وہ ماہ — چاندنی جسکا ہو غبار قدم

کیون نہ خامہ کی طرح شق ہو زبان — گر بیان ہون حروف قصۂ غم

کیون دوتا قد چرخ پیر نہ ہو — قاف ہے اسکا کوہ قاف الم

گریۂ صاد سے یہ ظاہر ہے — ہے سفید اسکا دیدۂ پر غم

پیٹتے ہیں حروف سر اپنا | ہائے ہے ہائے ہائے کا عالم
نقطۂ عین سے یہ ظاہر ہے | سر پہ ٹوٹا ہے کوہ درد و الم
سرگرانی سے سر جھکایا ہے | بار غم سے میان دال ہے خم
حشر برپا ہے کس کے ماتم میں | نالہ موزون ہے صریر قلم
الغرض کیا لکھون میں تحریر سے | کیا کرون ہائے سال طبع رقم
جبکہ ہر لفظ و فقرہ اندوہ | جبکہ ہر حرف داستان الم
کلک پر درد نے لکھا توفیق | آہ وہ دلگداز قصۂ غم
۱۳۱۹

تاریخ ختم مثنوی از توفیق صاحب

ہوئی جب ختم مثنوی توفیق | دل نے دکھلائے جلوۂ ناز عروس
خامہ نے شانہ بن کے سلجھائے | گیسوئے داستان مرگ عروس
۱۳۱۸

قطعہ تاریخ وفات مہتاب النسا بیگم مرحومہ از طبع زاد نیر صاحب فرستادہ

نواب نظام یار جنگ حسام الملک
خان خانان بهادر

دلا از دیدهٔ عبرت ببین اوضاع این عالم
که گل دارد هزاران داغ و بلبل خار صد ماتم

ثمر از شاخ سبز افتاد و پیوند زمین گشته
قمر از آسمان افتاد و رفت اندر مغاک غم

هلال سال گل کرد از شبستان غم اے نیّر
ازین عالم فنا شده مهتاب النسا بیگم

۱۳۱۲

ایضاً

گردید منخسف قمر عفت و حیا
در عین عنفوان شباب و جمال آه

در چشم مادر و پدر از مرگ نور عین
گشته سیاه روز و شب و ماه و سال آه

نیّر ز چرخ چارمی آورد سال حال
مهتاب زیر خاک شد در کمال آه

۹۴ ۶۱۸

تاریخ وفات مهتاب النسا بیگم مرحومه دختر جناب نواب مستطاب معلی القاب نواب اور الملک بهادر دام اقباله و اجلاله المعبر ا سید علی حسن صاحب

لکھنوی عابدی المتخلص بہ مریخ

داور الملک بہادر نے لکھی مثنوی ایسی
جسکا مداح ہر اک عاقل و فرزانہ ہے

مطلع سے مقطع تک ہے نور کے سانچے میں ڈھلی
روح فردوسی و خاقانی بھی پروانہ ہے

روزمرہ بھی فصاحت بھی بلاغت بھی ہے
مثنوی ہے کہ یہ اک نور کا افسانہ ہے

گل و بلبل بھی ہیں اس نظم میں شیر و شکر باہم
شمع غم ہو کہیں دشمن کہیں پروانہ ہے

مدح ممدوح میں مریخ زباں ہے قاصر
بس قلم روک لے سودائی دیوانہ ہے

از روی جان لکھی تاریخ تو ہاتف نے کہا
صدمۂ رنج و غم و درد کا افسانہ ہے

۶۱۸ — ۹۴

تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب لقمان الدولہ بہادر دل

دخترِ نوجواں کے ماتم میں
مثنوی ہے یہ پُر ز رنج و الم

داور الملک کی ہے یہ تصنیف
سال ہے حالِ دل فسانۂ غم

۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب اسد یار الدولہ بہادر آسد تخلص ولیعہد صفا

داور الملک میرے قبلے نے / خوب لکہا ہے اک فسانۂ غم

ڈہلکی ہے زبان فصاحت مین / اور بلاغت مین بہی نہین ہے کم

غم دختر کا ہے یہ افسانہ / جسنے اسکو سنا کیا ماتم

طبع کا سال یہ آسد نے کہا / چہپ گیا لاجواب قصۂ غم

١٣١٩

ولہ

غم و رنج دختر مین مثنوی / لکہی داور الملک نے مرحبا

ہوئی فکر جب طبع کے سال کی / غم نور دیدہ - آسد نے کہا

١٣١٩

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر - اشرف تلمیذ داغ صاحب

رنج دختر مین ایک افسانہ / داور الملک نے کیا ہے رقم

سال فصلے یہ اسکا کہہ اشرف / دیکہہ اچہا چہپا ہے قصۂ غم

١٣١٩

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر - مظہر

مثنوی قصۂ غم ہے جدید | داور الملک اسکے موجد ہیں بجا

طبع کی تاریخ مظہر نے کہی | چھپ گیا افسانۂ غم کا بے بہا

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی من تصنیف میر امداد علی صاحب۔ زارؔ

داور الملک بہادر کو حیف | دما تقدیر نے صدمہ جانکاہ

راہئ خلد ہوئی دخت نیک | دوست سب کہتے ہیں انا للہ

مثنوی آپنے اس غم میں کہی | قصۂ غم ہی یہی حق ہے گواہ

مینے تاریخ یہ ای زارؔ کہی ہا | آج کیا قصۂ غم دیکھا آہ

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب شیخ داؤد صاحب ڈاکٹر محلات مبارک سرکار عالی

زبانِ قلم سے عجب غم اٹھا ہے | جو قرطاسِ دل کو سیہ کر دیا ہے

نہیں مثنوی بل سراپا ہے اندوہ | گویا ذاتِ غم کا یہ فوٹو کھچا ہے

یہ تاریخ داؤد بہت سہل تر ہے | عجب قصۂ غم بآسان لکھا ہے

۱۳۱۰ف

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب محمد شرف الدین صاحب آس فرزند جناب یاس صاحب

غم و رنجت میں داور الملک نے	لکھی مثنوی کیا ہی پر درد و آہ
کہا آس نے طبع کا سال یوں	چھپا قصۂ غم نیا آہ آہ ١٩ ١٣٠٣

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب میر حسن علی صاحب صفا

یہ داور الملک کی ہے تصنیف	یہ قصۂ غم پر از محن ہے
ہاتف نے کہا صفا سے لکھیے	مرغوب جہاں ہوا - میں سن ہے ١٩

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب حکیم نور محمد صاحب نور

بہ نور علی نور

داور الملک ہیں سخنور عصر	قصۂ غم کا نسخہ خوب لکھا
لکھی چھپنے کی نور نے تاریخ	آہ غم کا چھپا قصہ کیا ١٩ ١٣٠٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب محمد علی صاحب ملازم و فرقہ رحمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

المتخلص بہ آصف

یہہ کتاب کوئی فسانہ خیالی ہے اور نہ مصنوعی حکایت عشق و عاشقی ہے بلکہ یہہ ایک رنج و الم واقعے اور ماتم جانکاہ کا بیساختہ فوٹو ہے جسکو عالیجناب نواب داور الملک بہادر المتخلص بہ داور مقرب آستان معدلت نشان اعلیحضرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصف جاہ سادس خسرو ملک دکن مدظلہ العالی نے اپنے دختر نیک اختر کے واقعہ وفات حسرت آیات کے غم جانکاہ مین تصنیف فرمایا ہے۔

مختصر کیفیت اس سانحہ غم کی یہہ ہے کہ نواب صاحب ممدوح کی ایک صاحبزادی مسماۃ مہتاب النسا بیگم صاحبہ مرحومہ حسن سیرت و اخلاق سے آراستہ اور اوصاف حمیدہ سے پیراستہ تہین مرحومہ کی شادی نواب صاحب کے برادرزادے نواب مظہر یار جنگ بہادر سے ہو کے کوئی نو مہینے کا عرصہ ہوا تہا کہ مرحومہ نے اس دنیائے ناپائیدار سے انتقال فرمایا۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہین کہ ایسی عزیز و لائق لڑکی اور ایسی حالت نوعروسی مین ماں باپ کو اپنا

جدائی کا داغ دیا ہے تو اونکے دلکا کیا حال ہوا ہوگا۔

ایک مدت تک نواب صاحب ممدوح اپنے نور چشمی کی یاد مین آہ وزاری کرتے رہے بالآخر طبع موزون نے حسب حال اوس مرحومہ کے اشعار لکھنا شروع کردیے جو فطرتی موزون مزاجون کیلیے غم غلط کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چندروز مین ایک خاصی مثنوی مرتب ہوگئی جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہم نے جہانتک غور کیا اس مثنوی کو اپنی طرز مین جدید پایا کیونکہ خیالی مضامین اور نقل وحکایات کے طور پر زبان اردو مین بہی بیسون مثنویان لکھی گئی ہین۔ لیکن اس طرز خاص یعنے غم انتقال دختر مین اجتک کوئی مثنوی ہمارے نظر سے نہین گزری۔ بیشک نواب صاحب اس طریقہ کے موجد ہین اور آئندہ جو لکھینگے آپ کے مقلد ہونگے۔

نواب صاحب ممدوح کی دختر مرحومہ کے روحانی حالات جیسے اکثر لوگون نے دیکھا ہی کہ [illegible] طواف بیت اللہ شریف مین نظر آئین۔ اور اپنے اوستانی وغیرہ کے خواب مین بہی وہ جو باتین کہین سب مین وہ سب بعینہ وقوع مین آئین ان علامات مقبولیت کے نظر کرتے اس مثنوی کے لکہے جانیکو بہی مرحومہ کا ایک تصرف روحانی تصور کرنا بیجا ہوگا کیا معنے کہ بقائے نام ونشان ہی مقبلان بارگاہ رب العزت کی نشانیون سے ہے اور یہہ بات بغیر فضل ایزدی وعنایات صمدی نصیب نہین ہوتی ہے رحمت حق بہانہ می جوید۔ کیا تعجب

کی بات ہے دنیا کی تاریخ مین صدہا مثالین اس طرح کی موجود ہین - تعز من تشا و تذل من تشا - اوس خلاق عالم و قادر مطلق کی شان ہے جسکو چاہتا ہے دولت و عزت دارین سے سرفراز فرماتا ہے ؎ طاعت پہ ناز کام ہے مرد فضول کا ۔ خالق کو اختیار ہے رد و قبول کا -

اس واقعہ کا واقعی اور بلا تصنع ہونا اسکی بیساختگی بیان سے خود ظاہر ہے اور چونکہ یہہ ایک بیان غم و الم ہے اسلئے اسمین نواب صاحب نے مضامین و محاورات مین کا برتاو اس عمدگی سے فرمایا ہے کہ جو حضرات اہل درد اسکو دیکھین یا سنین ممکن نہین کہ آنکھہ سے آنسو نہ ٹپک جائے ۔

روزمرہ اردو زبان نہایت فصیح و بیساختہ ہے الحاصل اس مثنوی کی خوبی اسکے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے راقم نے تقریب طبع ایک تاریخ ذیل مین درج کی ہے و ہو ہذا

موجد اس قصۂ الم کے ہین	داور الملک داور اکرم
داستان غم و الم ہے یہ	سطر اسکی ہے یا صف ماتم
رنج و غم کا بیان بطرز جدید	اسمین دیکھا گیا خدا کی قسم
لکھا واصف نے طبع کا یہہ سال	بے بدل ہے جدید قصۂ غم
	۱۳۱۶ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ ختم مثنوی از جناب غیاث الدین صاحب حیدرآبادی

میری اس ناچیز تقریظ کو ارباب دانش بڑی وقعت کے نظر سے ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے دیسی حکام بھی لیاقت و موزونیت مین اسقدر مواد رکھتے ہین کہ بجز باہمی تجربہ کے کسیکو ظاہر نہین ہوتا جو اسوقت عالیجناب نواب داور الملک بہادر مقرب شاہ دکن سلطان زمن مدظلہ العالی نے نسخہ قصۂ غم تصنیف فرمایا ہے یہہ ایک نیا نقشہ باندہا گیا ہے اس مثنوی کے موجد نواب صاحب معز ایک اچھی صورت مین ہوئے ہین اور انکی زبان دانی اور انکی موزونیت طبع و بلند خیالی و پر مغزی بہت اعلی درجہ پر ہے زبان دان دلی و لکھنوے کچہہ کم نہین بلکہ نواب صاحب ممدوح کا مماثل نہین۔

اس خاکسار کو اسوقت اسقدر کافی مہلت نہین ملی اس گہرہای مضمون کو رشتہ نظم مین منسلک کیا جاوے مگر تاہم حسب حوصلہ ایک قطعہ تاریخ ذیل مین درج ہے

تاریخ

داور الملک نے جو قصۂ غم	مثنوی کی نئی روش ترتیب
پوچھا تصنیف کا جو افسر سال	کہا ہاتف نے ہے عجیب ترتیب
	۱۳۱۹ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب سید محمد تقی صاحب حیدرآبادی ؛؛

گر پسر نو دسالہ بمیرد عجبی نیست　　　این ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

یہ اوس نوجوان پرحسرت و ارمان کی بیوقت موت کا دلگداز قصہ ہے جسکے غم کے ہاتون سے ماں باپ کے لوح دل سے حرف خوشی مٹا دیا۔ اور یہ اوس نوعروس جوان مرگ کی وفات کا دلونکو بیچین کرنیوالا سچا واقعہ ہے جسکے سوز فرقت سے ماں باپ کے سینون مین ایسی آتش غم و اندوہ بہڑکائی ہے جو کسی طرح بجھ نہین سکتی۔ افسوس۔ یہ اوس غنچہ ناشگفتہ کی افسردگی کا فسانہ جانکاہ ہے جو ابہی کھلنے نہ پایا تہا سے پہول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے ؛؛

حیف ان غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

غرض یہ مثنوی (قصہ غم) جسمین نواب داور الملک بہادر مقرب بارگاہ کیوان جناب ہلال رکاب سلطان زمن شاہ دکن مدظلہ العالی نے اپنے غم و الم کی سچی تصویر کہینچی ہے اور خون جگر سے رنگ آمیزی کی ہے ایک نرالی طرز مین ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ نواب صاحب ممدوح اس خاص دلکش طرز کے موجد ہین یہ وہ غمناک دردانگیز مثنوی ہے کہ اس کے ہر حرف سے غم ٹپک رہا ہے اسکی ہر بیت مین نشتر کی خلش ہے۔

نواب صاحب معزز نے اس حسن سے اس سچے واقعہ اور رویاے صادقہ کی تصویر کہینچی ہے کہ اسکا ہر حرف اسکی صداقت کی شہادت دیرہا ہے اور اسکا ہر ایک پراثر لفظ اس کے

واقعی ہوئیگا گواہ ہے علاوہ واقعہ نگاری کے نواب صاحب ممدوح نے سلاست زبان بندش الفاظ کا خاتمہ کر دیا ہے اور چستی مضمون صفائی زبان مین قلم توڑ دیا ہے یہ وہ مثنوی ہے جو فصاحت و بلاغت مین نظیر نہین رکھتی بے ساختگی ادا و نزاکت مضمون مین اپنا آپ ہی جواب ہے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی

نواب جناب داور الملک　　استاد سخن امیر اعظم
دختر کی وفات کے بیان مین　　لکھا ہے انہون نے قصہ غم
یہ غمکدہ ہے کہ مثنوی ہے　　ہر حرف ہے داستان ماتم
سید نے لکھا ہے سال تاریخ　　دلسوز نیا ہے نامہ غم
۱۹　　۱۳

تاریخ ختم کتاب

دوست تو دوست اگر سنلے کبھی　　ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر دشمن کا
کہا سید نے سن ختم کتاب　　ہے نیا نالہ غم دولہن کا
۱۸　　۱۳

تقریظ من تصنیف جناب میرزا محمد علی صاحب منصبدار و خوشنویس

سبحان اللہ کیا ہی قصہ غم نواب داور الملک بہادر نے نظم کیا ہے۔ ہر مصرع جنت مضامین بجا سلاست مین تمام ہے زمرہ محاورہ بہت اچھے ہین نہایت خوب زبان کوثر کی دہوئی شستہ و رفتہ سبکو مرغوب الفاظ درست اشعار چست اسکی تعریف مین زبان قاصر اسکی توصیف مین ہوا س فاتر۔ موجد طرز کہو تو بجا ہے داور نظم کہو تو روا ہے فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتبخانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔

مجالس شعبہ جات و نصاب، عہدہ داران جامعہ پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے اور اشخاص جو

اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک رکھ سکینگے۔ جو تحقیقاتی کام میں مصروف ہیں ان کے لیے

۳- طلبائے ایم اے، ایل ایل بی اپنے پاس رکھ سکینگے۔

سے طلبہ تین کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے اور طلبہ سے حساب

طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک واپس نہ ہوں تو طلبہ سے حساب

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس لیا جائیگا۔ یکینگی گمراس غرض

ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵- بشرط موقع کتابیں کر جاری کی جا سکینگی۔

یہ کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری

عائد ہوگی۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہ

لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں

جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط